مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
042-37374429 0315-7374429
facebook :majlis e ulma e nizamia pakistan
email:alnizamia7374429@gmail.com

اَغِثنی یَارَسُولَ اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

النظامیہ

لاہور

شیخوپورہ

علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ

ستمبر، اکتوبر 2018ء

بفیضانِ نظر

محسنِ اہلسنت، شیخ العلماء، استاذ الاساتذہ

مفتیِ اعظم پاکستان

علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ نظامیہ رضویہ

خصوصی اشاعت

تاج الشریعہ نمبر

زیرِ سرپرستی

جانشینِ مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ

علامہ عبد المصطفیٰ ہزاروی

ناظمِ اعلیٰ

جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیرِ اعلیٰ

ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

مجلسِ ادارت

علامہ سردار احمد حسن سعیدی

علامہ مولانا محمد ظہیر بٹ

علامہ محمد طاہر تبسم قادری

علامہ محمد عمران الحسن فاروقی

مدیران

مولانا محمد فاروق شریف رضوی

0312-7245738

مولانا شکور احمد ضیا سیالوی

0300-5090565

مجلسِ مشاورت

صاحبزادہ نصیر احمد ہزاروی

صاحبزادہ غلام مرتضیٰ ہزاروی

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

محمد طارق عزیز سعیدی

0312-4240139

معاون: سمیع اللہ رضوی

سرکولیشن ٹیم

محمد حامد رضا اعظمی، محمد حامد اویسی

صدام حسین ، عقیل نصیر

عبد البصیر معین صدیق

رابطہ کے لیے

مرکزی دفتر

مجلس علماء نظامیہ پاکستان

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

ممبرشپ فیس

پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک

300 روپے

قیمت فی شمارہ 40 روپے

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے

نوٹ: ادارہ ”مجلہ النظامیہ“ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ناشر

مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان

0315-7374429 042-37374429

مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

EMAIL:alnizamia7374429@gmail.com

فہرست

نعتِ رسول مقبول

ازقلم: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ

وہ بڑھتا سایۂ رحمت چلا زلف مُعنبر کا
ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا

شہِ کوثر تَرَحّم تشنۂ دیدار جاتا ہے
نظر کا جام دے پردہ رخِ پُر نور سے سِرکا

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرشی کہ آوازہ نہیں پر کا

ہماری سمت وہ مہر مدینہ مہرباں آیا
ابھی کھل جائے گا سب حوصلہ خورشید محشر کا

چمک سکتا ہے تو چمکے مقابل اُن کی طلعت کے
ہمیں بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

رواں ہو سلسبیلِ عشقِ سرور میرے سینے میں
نہ ہو پھر نار کا کچھ غم نہ ڈر خورشید محشر کا

ترا ذرہ وہ ہے جس نے کھلائے اَن گنت تارے
ترا قطرہ وہ ہے جس سے ملا دھارا سمندر کا

بتانا تھا کہ نیچر (Nature) اُن کے زیرِ پا مسخر ہے
بنا پتھر میں یوں نقشِ کفِ پا میرے سرور کا

وہ ظاہر کے بھی حاکم ہیں وہ باطن کے بھی سلطان ہیں
نرالا طور سلطانی ہے شاہوں کے سکندر کا

یہ سن لیں سایۂ جسمِ پیمبر ڈھونڈنے والے
بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکر پیمبر کا

وہ ظلِّ ذاتِ رحماں ہیں نبوت کے مہِ تاباں
نہ ظلّ کا ظل کہیں دیکھا نہ سایہ ماہ و اختر کا

منقبتِ امام عالی مقام

از قلم: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں اُن پر شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ اُن پر کرامت ناز کرتی ہے

جہانِ حُسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے اُن کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حُسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

جبین ناز اُن کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخِ زیبا پہ حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے

فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسین کی جانِ طلعت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اختر میں اُن کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

اداریہ

بقلم مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اپریل 1983ء میں حضور تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمہ پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔ پاکستان میں مختلف مدارسِ دینیّہ کا وزٹ کیا۔ لاہور میں اِقامت کے دوران جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آنے کی خواہش کا اظہار فرمایا؛ کیونکہ وہ اسلام اور مسلک اہل سنت و جماعت کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ کی خدمات سے آگاہ تھے، نیز جامعہ نظامیہ کے مہتمم اعلیٰ اُستاذ الاساتذہ ،مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ اور شرفِ ملت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ خط وکتابت کے ذریعے شناسائی بھی تھی۔

چنانچہ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار صاحب سعیدی (ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ وصدر بزم رضا) کی سرپرستی میں بزم رضا جامعہ نظامیہ رضویہ کی طرف سے 16 رجب ۱۴۰۳ھ/30 اپریل 1983ء کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اِعزاز میں جامعہ نظامیہ لاہور میں استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ بزم رضا کی طرف سے کلماتِ تشکّر حضرت مولانا غلام نصیر الدین چشتی صاحب (شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، لاہور، جو اس وقت سینئر طالب علم تھے) نے عربی زبان میں پیش کیے۔ بزم رضا نے 1983ء میں "جلوۂ طیبہ" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا، جس میں مولانا غلام نصیر الدین صاحب کا سپاس نامہ بھی شامل تھا۔ راقم اس وقت بزمِ رضا کا خازن تھا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا: ''میں نے کئی مدارس کا دورہ کیا ہے، جامعہ نظامیہ کو میں نے ممتاز پایا۔'' اُنھوں نے مولانا غلام نصیر الدین صاحب کی عربی دانی کی بھی تعریف فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پاکستان آمد سے قبل آپ کے بڑے بھائی ریحان ملت، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ بھی پاکستان تشریف لائے تھے۔ اُنھیں بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی طرف سے استقبالیہ پیش کیا گیا تھا۔ پاکستان کے بہت سے علما، مدارس کے طلبا اور عوام کی بڑی تعداد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی اور اُنھوں نے بہت سے علما کو خلافت بھی عطا کی تھی۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں سب سے زیادہ وقت حضرت علامہ مولانا توصیف رضا خان صاحب نے گزارا۔ آپ چند روز جامعہ میں مقیم رہے۔ مجھے قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے ان کی خدمت پر مامور فرمایا۔ اُنھیں لاہور کے تاریخی مقامات کی سیر بھی کروائی تھی۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور / شیخوپورہ مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان ہے۔ اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات عالم اسلام تک پہنچانے کے لیے "رضا فاؤنڈیشن" کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے۔ فقہ حنفی کے ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا "فتاوی رضویہ" کو رضا فاؤنڈیشن نے جدید طرز پر طبع کروایا۔ یہ ادارہ اعلی حضرت کی متعدد عربی کتب شائع کروا کر اہل عرب تک پہنچا چکا ہے۔

حضور تاج الشریعہ اعلی حضرت عظیم البرکت کے ظاہری و باطنی علوم کے امین تھے۔ اُنھوں نے مسندِ تدریس کو بھی زینت بخشی اور دارالافتاء کو بھی، مختلف موضوعات پر قلم اُٹھایا اور اُردو، عربی اور انگلش زبان میں کتب تصنیف فرمائیں، کئی عربی کتب کا اردو میں ترجمہ کیا اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی بہت سی اردو کتب کو عربی میں ڈھالا۔ آپ کے وصال سے عالم اسلام کو بالعموم اور اہل السنہ والجماعہ کو بالخصوص ایک ایسا صدمہ پہنچا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔

مجلس علماء نظامیہ پاکستان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات اور خدمات پر "النظامیہ" کا خصوصی نمبر شائع کر کے آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے؛ تاکہ آپ کی حیات اور خدمات سے پاکستان کے باسی بھی شناسا ہو سکیں۔

تاج الشریعہ......جانشین اعلیٰ حضرت

اثر خامہ: جامع المعقول والمنقول حافظ محمد عبدالستار سعیدی

شیخ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ

ہندوستان میں علم وعرفان کے بے شمار قدیم وجدید مراکز مدارس اور خانقاہوں کی صورت میں موجود ہیں۔ اِن میں بریلی شریف منفرد اور ممتاز نام ہے جو ایک جہان کو تعلیم وتربیت، علم وحکمت، معرفت ومحبت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ومنور کررہا ہے۔

اِس مرکز علم کے مؤسس وبانی امام العلما علامہ شاہ رضا علی خان علیہ الرحمہ تھے۔اُن کے بعد اُن کے فرزند ارجمند امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمہ اُن کے جانشین ہوئے، پھر اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا قادری نے اُن کے علمی فیضان کو مزید عام کیا اور دنیا کو دیگر کتبِ کثیرہ کے ساتھ ساتھ فقہ حنفی کا عظیم ذخیرہ **"العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" المعروف ''فتاوی رضویہ''** عطا فرمایا، جسے ترتیبِ جدید، ترجمہ وتسہیل اور تخریج وتحقیق کے ساتھ ہمارے استاذ گرامی مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے اپنے قائم کردہ ادارے "رضا فاؤنڈیشن" سے طبع کروایا، راقم الحروف کو بھی اِس کارِ خیر میں وافر حصہ شامل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

امام اہل سنت، آپ کے برادرِ گرامی، صاحبزادگان عزت مآب اور آپ کے خاندان کے دیگر عظیم افراد نے اُن کی علمی وروحانی وراثت کی خوب حفاظت فرمائی اور اپنے اجداد کے فیضان کو خوب عام کیا۔

گذشتہ کچھ عرصہ تک حضرت مولانا الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری

بریلوی قدس سرہ اِس امانت کے امین رہے۔آپ دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) اور عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعۃ الازہر (قاہرہ،مصر) کے قابل قدر فضلاء کرام میں سرفہرست تھے۔اُنھوں نے جامعہ ازہر سے الدّرعُ الفخری یعنی تمغۂ اعزاز بھی حاصل کیا۔

آپ نے اپنے آباء کے سلسلۂ عشق ومحبت اور طریقۂ رُشد وہدایت کو مزید وسعت بخشی اور کئی علمی وفکری مراکز قائم فرمائے، تدریسی میدان میں بھی اِس مرکز کو ترقی عطا کی، تصنیف وتحقیق کے میدان میں کئی معرکے سر کیے اور مستعد، محنتی اور اخلاص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت میں کوشاں رہنے والے افراد کی ایک قابل قدر ٹیم بھی تیار فرمائی، کئی اردو کتب کی تعریب کی اور متعدد عربی کتب اردو میں منتقل فرمائیں، اجداد کے سلسلۂ افتاء کو بھی آگے بڑھایا، آپ کا شاعرانہ ذوق اس پر مستزاد ہے۔آپ کا دیوان "سفینۂ بخشش" کے نام سے محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینوں کی ٹھنڈک کا سامان کر رہا ہے۔

بلا شبہ آپ اعلیٰ حضرت کے افکار، علوم اور کردار کے امین و پاسبان تھے۔آپ کا وصال ملک وملت کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے۔

اللہ کریم بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا فیضان عام فرمائے اور آپ کی جملہ نسبی و روحانی اولاد کو یہ سلسلہ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔جامعہ نظامیہ کے جملہ اساتذہ، طلبا اور متعلقین اُن کے درجات میں ترقی کے لیے دعا گو ہیں اور اُن کے متعلقین سے تعزیت کرتے ہیں۔جامعہ نظامیہ کا جو تعلق بریلی شریف سے ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

حیاتِ تاج الشریعہ ایک نظر میں

بقلم مدیر: مولانا محمد فاروق شریف قادری رضوی

نام: پیدائشی نام محمد ہے۔ والد گرامی کے نام "ابراھیم رضا" کی مناسبت سے "اسماعیل رضا"، اور عرفی ومشہور نام "اختر رضا خان" ہے۔

القاب: تاج الشریعہ۔ جانشین مفتیٔ اعظم ہند۔ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت۔ قاضی القضاۃ فی الھند۔ شیخ الاسلام والمسلمین۔

ولادت: ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ/23 نومبر 1942ء۔

جد امجد کا وصال: آپ کے دادا جان حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان کا وصال ۱۳۶۲ھ/1943ء کو ہوا۔

بسم اللہ خوانی: ۱۳۶۵ھ/1946ء۔ (4 سال 4 ماہ کی عمر میں آپ کے نانا جان مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے بسم اللہ

داخلہ 1963ء کو ہوا۔

والد گرامی کا وصال: آپ کے والد گرامی، مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خان کا وصال ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ/12 جون 1965ء کو ہوا۔

نصاب کی تکمیل: جامعہ ازہر کے نصاب کی تکمیل اور امتحان میں اول پوزیشن 1966ء میں حاصل کی۔

بریلی شریف واپسی: مصر سے بریلی شریف (ہند) واپسی اور مفتیٔ اعظم کی سرپرستی میں شاندار استقبال 7 نومبر 1966ء کو ہوا۔

فتوی نویسی کا آغاز: آپ رحمہ اللہ نے فتوی نویسی کا آغاز ۱۳۸۶ھ/ 1966ء میں کیا۔

تدریس: دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) میں تدریس کا آغاز 1967ء میں کیا اور صدر المدرسین کے عہدہ پر ترقی 1978ء میں ہوئی۔

عائلی زندگی: عائلی زندگی کا آغاز شعبان ۱۳۸۸ھ/3 نومبر 1968ء میں کیا۔

صاحبزادے کی ولادت: آپ کے جانشین مولانا عسجد رضا خان مدظلہ کی ولادت ۱۴ شعبان ۱۳۹۰ھ/1970ء کو ہوئی۔

نس بندی کے بارے فتوی: حکومت ہند کے دباؤ کے باوجود نس بندی (مرد کی قوتِ تولید ختم کرنے) کے خلاف فتوی 1975ء میں جاری کیا، جب کہ دارالعلوم دیوبند سے اِس بارے جواز کا فتوی صادر ہوا۔

مفتیٔ اعظم ھند کا وصال: مفتیٔ اعظم ہند کا وصال ۱۴۰۲ھ / 1981ء کو ہوا۔ اُن کا جنازہ تاج الشریعہ نے پڑھایا۔

دار الافتاء کا قیام: مرکزی دار الافتاء کا قیام 1981ء کو عمل میں آیا۔

حج وزیارت: مفتی محمد یونس رضا مدظلہ کی تحریر کے مطابق آپ کو پہلی بار حج وزیارت کی سعادت ۱۴۰۳ھ/1983ء میں نصیب ہوئی۔ دوسرا حج ۱۴۰۵ھ/1986ء میں کیا۔ تیسری بار حج ۱۴۰۶ھ/1987ء میں میسر ہوا۔ چوتھی مرتبہ حج وزیارت کا شرف ۱۴۲۹ھ/2008ء میں پایا۔ پانچواں حج ۱۴۳۰ھ/2009ء کیا۔ چھٹا حج ۱۴۳۱ھ/2010ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کعبہ شریف میں داخلہ اور نماز کی سعادت یکم شعبان ۱۴۳۴ھ/10 جون 2013ء کو حاصل ہوئی۔

جامعۃ الرضا کا قیام: مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا (بریلی) 1999ء میں قائم کیا۔

دورۂ مصر: مصر کا تاریخی دورہ 2009ء میں کیا۔ اس موقع پر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا اور اکابر علمائے عرب نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔

وصال مبارک: ۷ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ / 20 جولائی 2018ء کو شام سات بج کر بارہ منٹ پر بوقت اذان مغرب حالتِ وضو میں ذکر الٰہی کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کی۔

سوانح تاج الشریعہ

تحریر: مولانا محمد دانش احمد اختر القادری

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار نام محفوظ ہیں جن کے کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے، لیکن جب ذکر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کا آجائے تو تاریخ ڈھونڈتی ہے کہ اُن جیسا دوسرا کوئی ایک ہی اُسے اپنے دامن میں مل جائے۔کوئی کسی فن کا امام ہے تو کوئی کسی علم کا ماہر، لیکن سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ہر علم، ہرفن کے آفتاب وماہتاب ہیں

جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ بالغ نظر مفتی بھی ہیں ممتاز فقیہ بھی، تفسیر وحدیث کے امام بھی ہیں صرف ونحو کے بادشاہ بھی، وہ محقق بھی ہیں مؤرخ بھی، مفکر بھی ہیں مدبر بھی، ادیب بھی ہیں شاعر بھی، مناظر بھی ہیں مصنف بھی، سیاست داں بھی ہیں ماہر اقتصادیات بھی، طبیب بھی ہیں اور سائنس دان بھی، معلم بھی ہیں معلم ساز بھی، عاشق مصطفیٰ بھی ہیں اور عشاق کے قافلہ سالار بھی، مجاہد بھی ہیں مجدد بھی، حق کے علمبردار بھی ہیں اور حق کی پہچان بھی۔کس کس خوبی کا ذکر کیا جائے؟ کن کن خدمات کو یاد کیا جائے؟ خالق مطلق نے امام احمد رضا بریلوی کو قدیم وجدید تمام علوم وفنون کا امام بنایا۔

(فن شاعری اور حسان الہند، ص:287)

جہاں مالک قدیر نے آپ کو نامور آباء واجداد اور معزز قبیلہ میں پیدا فرمایا وہیں آپ کی اولاد اور خاندان میں بھی بے شمار بے مثال ولاجواب افراد پیدا فرمائے۔استاذِ زمن، حجۃ الاسلام، مفتیٔ اعظم ہند، مفسر اعظم، حکیم الاسلام، ریحان ملت، صدر العلما، امین شریعت

رضی اللہ عنہم جس کسی کو دیکھ لیجیے! ہر ایک اپنی مثال آپ ہے۔

اِنہی میں ایک نام، سرسبز وشاداب باغِ رضا کے گل شگفتہ، روشن روشن فلک رضا کے نیر تاباں، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ، حضرۃ العلام مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی کے لختِ جگر، سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری کے سچے جانشین، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی کے مظہر اور سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی برکات وفیوضات کا منبع اور اُن کے علوم وروایتوں کے وارث وامین ہیں۔

ان عظیم نسبتوں کا فیضان آپ کی شخصیت میں اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کی صورت میں جھلک رہا ہے۔ استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم صاحب بستوی رحمہ اللہ حضور تاج الشریعہ پر ان عظیم ہستیوں کے فیضان کی بارشوں کا تذکرہ اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

''سب ہی حضرات گرامی کے کمالات علمی وعملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔ فہم وذکا قوت حافظہ وتقوی سیدی اعلیٰ حضرت سے، جودتِ طبع ومہارت تامہ (عربی ادب حضور حجۃ الاسلام سے، فقہ میں تبحر واِصابت سرکار مفتیٔ اعظم ہند سے، قوت خطابت وبیان والد ذی وقار مفسر اعظم ہند سے، یعنی وہ تمام خوبیاں آپ کو وراثۃً حاصل ہیں جن کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔ (پیش گفتار، شرح حدیث نیت، صفحہ: 4)

ولادت باسعادت:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ/

23 نومبر 1942ء بروز منگل ہندوستان کے شہر بریلی شریف کے محلّہ سوداگران میں ہوئی۔

اسم گرامی:

آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا'' ہے، جب کہ عرفیت ''اختر رضا'' ہے۔ آپ اخترؔ تخلص استعمال فرماتے ہیں۔ آپ کے القابات میں تاج الشریعہ، جانشین مفتیٔ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین زیادہ مشہور ہیں۔

شجرۂ نسب:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ تک آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے:

''محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بن محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی بن محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔'' رحمھم اللہ تعالیٰ

آپ پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ دو بھائی آپ سے بڑے ہیں: 1) ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری۔ 2) اور تنویر رضا خاں قادری (آپ بچپن ہی سے جذب کی کیفیت میں غرق رہتے تھے بالآخر مفقود الخبر ہوگئے) اور دو آپ سے چھوٹے ہیں: 1) ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری۔ 2) اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت:

جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ اور چار دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی علیہ الرحمہ نے تقریبِ بسم اللہ خوانی منعقد کی۔ اس تقریب سعید میں یادگار اعلیٰ حضرت دار العلوم منظر الاسلام کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔ رسم بسم اللہ نانا جان تاجدارِ اہلسنّت سرکار مفتیٔ اعظم

ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ عنہ نے ادا کرائی۔ حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناظرہ قرآن کریم اپنی والدہ ماجدہ، شہزادی مفتیٔ اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا۔ والد ماجد سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں۔ اس کے بعد والد بزرگوار نے ''دارالعلوم منظر الاسلام'' میں داخل کرادیا۔ درس نظامی کی تکمیل آپ نے منظر الاسلام سے کی۔

1963ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جامعۃ الازہر قاہرہ، مصر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر، مصر کے فن تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ ۱۳۸۶ھ/1966ء میں جامعۃ الازہر سے فارغ ہوئے۔ اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ جامعہ ازہر ایوارڈ سے نوازے گئے۔ (ملخص از مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفا، جلد: 1، صفحہ 150)

اساتذۂ کرام:

آپ کے اساتذۂ کرام میں حضور مفتیٔ اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی، بحر العلوم حضرت مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی رضوی بریلوی، فضیلۃ الشیخ علامہ محمد سماحی (شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر)، حضرت علامہ مولانا محمود عبد الغفار (استاذ الحدیث جامعہ ازہر)، ریحانِ ملت مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رضوی بریلوی، استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی علیہم الرحمہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ (ایضاً)

ازدواجی زندگی:

جانشین مفتیٔ اعظم ہند کا عقد مسنون حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ

کی دختر نیک اختر کے ساتھ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ/3 نومبر 1968ء، بروز اتوار کو محلّہ کانکر ٹولہ، شہر کہنہ بریلی میں ہوا۔ آپ کے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا خان قادری بریلوی اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔

درس وتدریس:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تدریس کی ابتدا دارالعلوم منظر اسلام، بریلی سے 1967ء میں کی۔ 1978ء میں آپ دارالعلوم کے صدر مدرس اور رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال جاری رہا، لیکن حضور تاج الشریعہ کی کثیر مصروفیات کے سبب یہ سلسلہ مستقل جاری نہیں رہ سکا، البتہ اِس کے بعد بھی آپ مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف میں تخصص فی الفقہ کے علمائے کرام کو رسم المفتی، اجلی الاعلام اور بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

بیعت وخلافت:

حضور تاج الشریعہ کو بیعت وخلافت کا شرف سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ سے ہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرمایا۔ صرف 19 سال کی عمر میں ۸ شعبان ۱۳۸۱ھ/15 جنوری 1962ء کو تمام سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا۔ علاوہ ازیں آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلما حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، احسن العلما حضرت سید حیدر حسن میاں برکاتی، والد ماجد مفسر اعظم علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری رضی اللہ عنہم سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، صفحہ:149)

بارگاہِ مرشد میں مقام:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشدِ برحق، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنّت امام المشائخ مفتیٔ اعظم ہند ابوالبرکات آل رحمٰن حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بلند مقام حاصل تھا۔سرکار مفتیٔ اعظم کو آپ سے بچپن ہی سے بے انتہا توقعات وابستہ تھیں، جس کا اندازہ اُن کے درج ذیل ارشادات عالیہ سے لگایا جاسکتا ہے، جو مختلف مواقع پر اُنھوں نے ارشاد فرمائے:

”اس لڑکے (حضور تاج الشریعہ) سے بہت اُمید ہے۔“

سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے دارالافتاء کی عظیم ذمہ داری آپ کو سونپتے ہوئے فرمایا:

”اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے،اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔“

لوگوں سے مخاطب ہوکر مفتیٔ اعظم نے فرمایا:

”آپ لوگ اب اختر میاں سے رجوع کریں، اُنھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔“

فتویٰ نویسی:

1866ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ، بریلی شریف پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عوض صاحب کے ”روہیلکھنڈ“ (بریلی) سے ٹونک تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند افتاء خالی تھی۔ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلماء علامہ مفتی رضا علی خاں نقشبندی رضی اللہ عنہ نے بریلی کی مسند افتاء کو رونق بخشی ،یہیں سے خانوادۂ رضویہ

میں فتاوی نویسی کی عظیم الشان روایت شروع ہوئی۔

(مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ.....حیات اور علمی وادبی کارنامے، صفحہ:78)

مجموعہ فتاوی بریلی شریف میں آپ کی فتوی نویسی کی ابتداء 1831ء لکھی ہے۔(غالباً درمیانی عرصہ انگریز قابضوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب مسند افتاء خالی رہی)

الحمدللہ! 1831ء سے اب تک یہ تابناک سلسلہ جاری وساری ہے۔یعنی خاندان رضویہ میں فتاوی نویسی کی ایمان افروز روایت کو دوسو (200) سال ہونے والے ہیں۔

امام الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی، امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں قادری برکاتی، اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام جمال الانام حضرت علامہ مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری رضوی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہل سنت مفتیٔ اعظم ہند علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی رضی اللہ عنہم کے بعد قاضی القضاۃ فی الھند تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1967ء سے وصال تک اِسے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔(فتاویٰ بریلی شریف، صفحہ:22)

آپ خود اپنے فتوی نویسی کی ابتداء سے متعلق فرماتے ہیں:

"میں بچپن سے ہی حضرت (مفتیٔ اعظم) سے داخلِ سلسلہ ہوگیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا۔شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا، اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر فتوی دکھایا کرتا تھا۔کچھ دنوں کے بعد اس کام

میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔'' (مفتیٔ اعظم ہند اوران کے خلفا، ج:1،ص:150)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاوی سارے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ دقیق و پیچیدہ مسائل جو علما اور مفتیان کرام کے درمیان مختلف فیہ ہوں، اُن میں حضرت کے قول کو ہی فیصل تسلیم کیا جاتا ہے اور جس فتوی پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہو خواص کے نزدیک بھی وہ معتبر ہوتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے فتاوی سے متعلق جگر گوشۂ صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ رقم طراز ہیں:

''تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھر مار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (حیات تاج الشریعہ، صفحہ:66)

حج وزیارت:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے پہلی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت ۱۴۰۳ھ / 1983ء میں حاصل کی۔ دوسری مرتبہ ۱۴۰۵ھ / 1985ء اور تیسری مرتبہ ۱۴۰۶ھ / 1987ء میں اس سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ جب کہ چوتھی مرتبہ ۱۴۲۹ھ /2008ء ۱۴۳۱ھ /2010ء آپ نے حج

10 جون 2013ء کو حاصل ہوئی۔

اعلائے کلمۃ الحق:

اِحقاق حق و اِبطال باطل، خانوادۂ رضویہ کی اُن صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا۔ یہاں حق کے مقابل نہ اپنے پرائے کا فرق رکھا جاتا ہے نہ امیر و غریب کی تفریق کی جاتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا دور تو تھا ہی فتنوں کا دور، ہر طرف کفر و الحاد کی آندھیاں چل رہی تھیں، لیکن علم بردار حق سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کبھی باطل کے سامنے سر نہ جھکایا، چاہے ذبحِ گائے کا مسئلہ ہو یا ہندو مسلم اتحاد کا فتنہ، تحریکِ ترکِ موالات ہو یا تحریک خلافت، یہ مردِ مومن آوازۂ حق بلند کرتا ہی رہا۔

سرکار مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ کی حق گوئی و بے باکی بھی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ شدھی تحریک کا زمانہ ہو یا نس بندی کا پُر خطر دور، آپ نے علم حق کبھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔

اللہ رب العزت نے جانشین مفتیٔ اعظم ہند کو اپنے اسلاف کا پَرتو بنایا ہے۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن و تشنیع، مصائب و آلام، یہاں تک کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ نے کبھی اہل ثروت کی خوشی یا حکومتی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا، ہمیشہ صداقت و حقانیت کا دامن تھامے رکھا۔ اس راہ میں کبھی آپ نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ہر معاملہ میں آپ اپنے آباء و اجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے۔

شیخ عالم حضرت علامہ سید شاہ فخر الدین اشرف الاشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ (تاج الشریعہ) کا ہر حال میں بادِ سموم کی تیز و تند، غضبناک آندھیوں کی زد میں بھی استقامت علی الحق کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا، یہ وہ عظیم وصف ہے جس نے مجھے کافی متاثر کیا۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، صفحہ:251)

سعودی حکومت کے سامنے اظہارِ حق:

دوسری مرتبہ حج کے موقع پر سعودی حکومت نے آپ کو بے جا گرفتار کرلیا، اس موقع پر آپ نے حق گوئی و بے باکی کا جو مظاہرہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ سعودی مظالم کی مختصر سی جھلک خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ: ''میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا۔'' لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہارِ جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ائیر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا، اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔

(مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ج:1 ص:150)

ذیل کے اشعار میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اِسی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے:

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستمگر نے ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو

ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستمگر میں سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطرہ دورِ ستم گر میں

سعودی حکومت کے اِس متعصب رویہ، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بے جا گرفتاری اور مدینۂ طیبہ کی حاضری سے روکے جانے پر پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانان اہل سنت کی جانب سے ساری دنیا میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاجات کا

سلسلہ شروع ہوگیا، اخبارات ورسائل نے بھی آپ کی بے جا گرفتاری کی شدید مذمت کی۔ آخر کار اہل سنت وجماعت کی قربانیاں رنگ لائیں، سعودی حکومت کو سر جھکانا پڑا، اس وقت کے سعودی فرماں روا شاہ فہد نے لندن میں یہ اعلان کیا کہ: ’’حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقے پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی۔‘‘ نیز آپ کو زیارت مدینہ طیبہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزہ بھی دیا۔ اس معاملہ میں قائدِ اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔

’’کالی کملی‘‘ کا لفظ استعمال کرنے پر تنبیہ:

خلیفۂ سرکار مفتیٔ اعظم ہند، علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حق گوئی سے متعلق رقم طراز ہیں:

اِمسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا، چھٹی رجب ۱۴۰۹ھ بروز پیر بمطابق 13 فروری 1989ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادمِ درگاہ سرکار خواجہ صاحب کے کاشانہ پر قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ، نیز دیگر علمائے کرام موجود تھے۔ قل شریف کے اس مجمع میں سرکار شیر بیشہ اہل سنت امام المناظرین حضور مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاہزادے حضرت مولانا ادریس رضا خاں صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا:

ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا:

”(کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔“

یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ " کملی " تصغیر کا کلمہ ہے، جس کو سرکار ﷺ کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں، اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلاف شریعت کلمہ نکلا اس لیے میں بارگاہ الٰہی میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

(عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی، صفحہ 23,24)

زہد و تقویٰ:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ اخلاقِ حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع تھے۔ جہاں حکمت ودانائی، طہارت و پاکیزگی، بلندیٔ کردار، خوش مزاجی وملنساری، حلم و بردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت جیسی بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع تھیں، وہیں آپ زہد وتقویٰ کا بھی پیکر تھے۔ آپ کے تقوی کی ایک جھلک ذیل کے واقعات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے:

سنت کے مطابق کھانا تناول کرنا:

مولانا غلام معین الدین قادری (پرگنہ، مغربی بنگال) لکھتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ سے حضرت پیر سید محمد طاہر گیلانی صاحب بہت محبت فرمایا کرتے۔ اُن کے اصرار پر حضرت (تاج الشریعہ) پاکستان بھی تشریف لے گئے، واہگہ سرحد پر حضرت کا استقبال صدر مملکت کی طرح توپوں کی سلامی دے کر کیا گیا۔ حضرت کا قیام ان کے ایک عزیز شوکت حسن صاحب کے یہاں تھا۔ راستے میں ایک جگہ ناشتہ کا کچھ انتظام تھا، جس میں

انگریزی طرز کے ٹیبل لگے تھے۔ حضرت نے فرمایا: ''میں پاؤں پھیلا کر کھانا تناول نہیں کروں گا۔'' پھر پاؤں سمیٹ کر سنت کے مطابق اُسی کرسی پر بیٹھ گئے۔ یہ سب دیکھ کر حاضرین کا زوردار نعرہ ''بریلی کا تقوی......زندہ باد'' گونج پڑا۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص:255)

سوتے میں انگلیوں کی حرکت:

مولانا منصور فریدی رضوی حضرت کے ایک سفر کا حال بیان کرتے ہیں:

محبّ مکرم حضرت حافظ وقاری محمد صادق حسین فرماتے ہیں: حضرت تاج الشریعہ کی خدمت کے لیے میں معمور تھا اور اپنے مقدر پر ناز کر رہا تھا کہ ایک ذرۂ ناچیز کو فلک کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ اچانک میری نگاہ حضور والا (تاج الشریعہ) کی ہتھیلیوں پر پڑی، میں ایک لمحہ کے لیے تھرا گیا آخر یہ کیا ہو رہا ہے! میری نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں! مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا۔ آپ تو گہری نیند میں ہیں پھر آپ کی انگلیاں حرکت میں کیسے ہیں؟ میں نے مولانا عبد الوحید فتح پوری اور دیگر افراد کو بھی اس جانب متوجہ کیا، تمام کے تمام حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے، آپ کی انگلیاں اس طرح حرکت کر رہی تھیں گویا آپ تسبیح پڑھ رہے ہوں۔ یہ منظر میں اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک آپ بیدار نہیں ہو گئے۔ ان تمام تر کیفیات کو دیکھنے کے بعد دل پکار اٹھتا ہے کہ

؎ سوئے ہیں یہ بظاہر دل ان کا جاگتا ہے

(تجلیاتِ تاج الشریعہ، صفحہ:314)

ولیٔ باکرامت:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ جہاں ایک عاشق صادق، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر تھے، وہیں آپ باکرامت

ولی بھی تھے۔ کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر تھی۔ ضمناً آپ کی چند کرامات پیش خدمت ہیں:

بارش کا نزول:

مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور، جھارکھنڈ) لکھتے ہیں: محبّ محترم جناب قاری عبد الجلیل صاحب (شعبہ قرات مدرسہ فیض العلوم جمشید پور) نے راقم الحروف سے فرمایا: پانچ سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ اِن دنوں وہاں بارش نہیں ہورہی تھی، سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لیے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نمازِ استسقا پڑھی اور دعائیں کیں۔ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، صفحہ:229)

غیر مسلم کے شر سے نجات:

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری (ممبئی) لکھتے ہیں:

میسور میں حضرت کے ایک مرید کی دکان کے پہلو میں کسی متعصب مارواڑی کی دکان تھی، وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ دکان اس کے ہاتھ بیچ کر یہ مسلمان یہاں سے چلا جائے، اپنی اس جدو جہد میں وہ انسانیت سوز حرکتیں بھی کر گزرتا، اخلاقی حدوں کو پار کر جاتا، مجبور ہو کر حضرت کے اس مرید نے حضرت کو فون کیا، حالات کی خبر دی، معاملات سے مطلع کیا، حضرت نے فرمایا: ''میں یہاں تمہارے لیے دعا گو ہوں، تم وہاں ہر نماز کے بعد خصوصاً اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے عموماً **یا قادر** کا ورد کرتے رہو۔'' اس وظیفے کے ورد کو ابھی 15 دن ہی ہوئے تھے کہ نہ جانے اس مارواڑی کو کیا ہوا، وہ جو بیچارے مسلمان کو

دکان بیچنے پر مجبور کر دیا تھا اب خود اسی کے ہاتھ اپنی دکان بیچنے پر اچانک تیار ہو گیا۔ مارواڑی نے دکان بیچی، مسلمان نے دکان خریدی، جو شکار کرنے چلا تھا خود شکار ہو کر رہ گیا۔ آج وہ حضرت کا مرید باغ و بہار زندگی گزار رہا ہے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ175,176)

موصوف مزید لکھتے ہیں:

ہبلی، میں ایک صاحب نے کروڑوں روپے کے خرچ سے عالیشان محل تیار کیا، مگر جب سکونت اختیار کی تو یہ نہایت تلخ تجربہ ہوا کہ رات کو پورے گھر میں تیز آندھی چلنے کی آواز آتی ہے۔ مجبوراً پھر پرانے گھر میں مکین ہونا پڑا۔ اِس اثناء میں وہ محل جس کو بھی کرایہ پر دیا سب نے وہ آواز سنی اور گھر خالی کر دیا۔ ایک عرصے تک وہ مکان خالی پڑا رہا، ہبلی میں حضرت کا پروگرام طے ہوا، صاحبِ مکان نے انتظامیہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت کا قیام میرے نئے کشادہ مکان میں رہے گا، مہمان نوازی کی اور دیگر لوازمات کی بھی ذمہ داری اس نے قبول کر لی۔ حضرت ہبلی تشریف لائے اور رات میں صرف چند گھنٹے اس مکان میں قیام کیا، عشا اور فجر کی نمازیں باجماعت ادا فرمائیں۔ اس مختصر قیام کی برکت یہ ہوئی کہ کہاں کی آندھی اور کہاں کا طوفان، کہاں کی سنسناہٹ اور کہاں کی گڑگڑاہٹ، سب یکسر معدوم، آج تک وہ مکان سکون واطمینان کا گہوارہ ہے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، صفحہ:176)

تصانیف:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جد امجد، مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت کے مظہر اتم اور پَرتوِ کامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحریری خدمات اور طرز تحریر محتاج تعارف نہیں۔ حضور تاج الشریعہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔

آپ کی تصانیف و تحقیقات مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔ تحقیقی انداز، مضبوط طرزِ استدلال، کثرتِ حوالہ جات، سلاست و روانی آپ کی تحریر کو شاہکار بناتی ہے۔ آپ اپنی تصانیف کی روشنی میں یگانۂ عصر اور فرید الدہر نظر آتے ہیں۔ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ، صفحہ:66)

حضور تاج الشریعہ نے اِفتاء و قضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے تحاشا مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی قلمی نگارشات کی فہرست درج ذیل ہے:

اردو

☆ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ☆ آثار قیامت (تخریج شدہ)

☆ ٹائی کا مسئلہ ☆ حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (مقالہ)

☆ ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم ☆ شرح حدیثِ نیت

☆ سنو! چپ رہو (دوران تلاوت نعرۂ حق نبی کی ممانعت)

☆ دفاع کنز الایمان (دو جلدیں) ☆ تین طلاقوں کا شرعی حکم

☆ کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (مقالہ) ☆ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ سفینۂ بخشش (دیوانِ شاعری) ☆ فضیلتِ نسب

☆ تصویر کا مسئلہ ☆ اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ

☆ القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق

☆ افضلیت صدیق اکبرو فاروق اعظم

☆ سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی ☆ رؤیتِ ہلال کا ثبوت

☆ المواهب الرضویه فی فتاوی الازهریه المعروف فتاویٰ تاج الشریعہ

☆ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم

☆ تقدیم (تجلية السلم فی مسائل نصف العلم از اعلیٰ حضرت)

☆ تراجم قرآن میں کنزالایمان کی اہمیت (غیر مطبوعہ)

☆ منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری ☆ ملفوظات تاج الشریعہ (غیر مطبوعہ)

☆ کفر، ایمان، تکفیر ☆ مفتیٔ اعظم ہند، علم فن کے بحرزخار (مقالہ)

عربی

☆ الحق المبين ☆ الصحابة نجوم الاهتداء

☆ شرح حديث الاخلاص ☆ نبذة من حياة الامام احمد رضا

☆ سد المشارع ☆ الفرده فی شرح البردة

☆ تعليقات الأزهری علی صحيح البخاری

☆ تحقيق أن أباسيدنا إبراهيم عليه السلام "تارخ" لا "آزر"

☆ مراة النجديه بجواب البريلويه

☆ القمح المبين لامال المكذبين

☆ روح الفواد بذكریٰ خير العباد (الديوان الشاعری)

☆ نهاية الزين فی التخفيف عن أبی لهب يوم الإثنين

☆ حاشيه عصيدة الشهده شرح القصيدة البرده

تراجم

☆ انوار المنان فی توحید القرآن

☆ المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند

☆ الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی

☆ قصیدتان رائعتان(غیر مطبوعة)

☆ عطایا القدیر فی حکم التصویر

تعاریب

☆ برکات الامداد لاهل الاستمداد ☆ فقه شهنشاه

☆ عطایا القدیر فی حکم التصویر ☆ حاجز البحرین

☆ اهلاک الوهابین علی توهین قبور المسلمین (صیانة القبور)

☆ تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون

☆ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

☆ قوارع القهارفی الرد علی المجسّمة الفجّار

☆ الهاد الکاف فی حکم الضعاف

☆ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

☆ النهی الاکیدعن الصلاۃ وراء عدی التقلید

☆ القمر المبین ☆ صلاۃ الصفا فی نور المصطفی

English

☆ Azhar ul fatawa ☆ Aasar e qiyamat

☆ Tai ka masala

☆ A just answer to the beased author

☆ The companions are the stars of guidance

☆ Of pure origin (on the identity of prophet ibrhim's father)

☆ The pinnacle of beauty

☆ On the lightening of abu lahab's punishment each monday (translated by: abdul aziz)

عربی ادب:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ عربی ادب پر بھی کمال مہارت اور مکمل دسترس رکھتے تھے۔آپ کی عربی تصانیف بالخصوص تعلیقاتِ الازھری (صحیح البخاری پر ابتدا تا باب بنیان الکعبہ تعلیقات)اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی جن کتب کی آپ نے تعریب فرمائی ہے ہمارے دعوے کی بین دلیل ہیں۔حضور تاج الشریعہ کے عربی زبان وادب پر کامل عبور کا اندازہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ **شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام** ،جس کی تعریب آپ نے فرمائی ہے اور آپ کے رسالہ **ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارخ لا آزر** پر علمائے عرب کی شاندار تقاریظ اور حضور تاج الشریعہ کو دیے گئے القابات وخطابات سے کیا جا سکتا ہے۔

علم حدیث:

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس میدان کے بھی شہ سوار ہیں۔علم حدیث ایک

وسیع میدان، متعدد انواع، کثرت علوم اور مختلف فنون سے عبارت ہے، جو علم قواعدِ مصطلحات حدیث، دراستہ الاسانید، علم اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل وغیرہم علوم وفنون پر مشتمل ہے۔

علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ کی قدرتِ تامہ، لیاقتِ عامہ، فقاہتِ کاملہ، عالمانہ شعور، ناقدانہ بصیرت اور محققانہ شان وشوکت علم حدیث سے متعلق آپ کی تصانیف "شرح حدیث الاخلاص "(عربی، اردو)، "الصحابة نجوم الاهتداء "، "تعلیقات الأزهری"، "آثار قیامت" سے خصوصاً و دیگر کتب سے عموماً آشکار ہے۔

ترجمہ نگاری:

ترجمہ نگاری ایک مشکل فن ہے۔ ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ عبارت بے ترتیب ہے یا اس میں پیوندکاری کی گئی ہے۔ کما حقہ ترجمہ کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔ اس میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب ومفہوم قاری تک صحیح سلامت پہنچ جائے۔ یعنی اس بات کا پورا خیال رکھا جائے اصل عبارت کے نہ صرف پورے خیالات ومفاہیم بلکہ لہجہ وانداز، چاشنی ومٹھاس، جاذبیت ودلکشی، سختی و درشتگی، بے کیفی و بے رنگی اُسی احتیاط کے ساتھ آئے جو محرر کا منشا ہے اور پھر زبان وبیان کا معیار بھی ''نقل بمطابق اصل'' کا مصداق ہو۔

علمی وادبی ترجمے تو صرف دنیاوی اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں لیکن دینی کتب خاص کر قرآن وحدیث کا ترجمہ انتہائی مشکل اور دقّت طلب امر ہے۔ یہاں صرف فن ترجمہ کی سختیاں ہی درپیش نہیں ہوتیں بلکہ شرعی اعتبار سے بھی انتہائی خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں اصل معنی میں تحریف نہ ہوجائے کہ سارا کیا دھرا برباد اور دنیا وآخرت میں سخت مؤاخذہ بھی ہو۔

اس کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کا اس سے واسطہ پڑا ہو۔

حضور تاج الشریعہ جہاں دیگر علوم وفنون پر مکمل عبور اور کامل مہارت رکھتے ہیں وہیں ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی آپ اپنی مثال آپ ہیں۔

وعظ وتقریر:

والد ماجد حضور تاج الشریعہ، مفسر اعظم ہند علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کو قدرت نے زورِ خطابت وبیان وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا اور حضور تاج الشریعہ کو تقریر وخطاب کا ملکہ اپنے والد ماجد سے ملا ہے۔آپ کی تقریر انتہائی مؤثر، نہایت جامع، پُرمغز، دل پزیر، دلائل سے مزین ہوتی ہے۔اُردو تو ہے ہی آپ کی مادری زبان، مگر عربی اور انگریزی میں بھی آپ کی مہارت اہل زبان کے لیے بھی باعث حیرت ہوتی ہے۔اس کا اندازہ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے اس بیان سے باآسانی کیا جاسکتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اُردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے عربی کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اُسلوب پر عبور حاصل ہے۔''

(تجلیاتِ تاج الشریعہ، صفحہ:47)

شاعری:

بنیادی طور پر نعت گوئی کا محرک عشق رسول ہے اور شاعر کا عشق رسول جس عمق یا پائے کا ہوگا اُس کی نعت بھی اتنی ہی پُر اثر و پُرسوز ہوگی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ نے اُن کی شاعری کو جو امتیاز و انفرادیت بخشی اُردو شاعری اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری کا اعتراف اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ آج آپ دنیا بھر میں ''امام نعت گویاں'' کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی اس طرزِ لاجواب کی جھلک آپ کے خلفاء و متعلقین اور خاندان کے شعرا کی شاعری میں نظر آتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو خاندان اور خصوصاً اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے جہاں دیگر بے شمار کمالات ورثہ میں ملے ہیں وہیں موزونیٔ طبع، خوش کلامی، شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کلام کی گہرائی و گیرائی، اُستادِ زمن کی رنگینی و روانی، حجۃ الاسلام کی فصاحت و بلاغت، مفتیٔ اعظم کی سادگی و خلوص کا عکس جمیل نظر آتی ہے۔ آپ کی شاعری معنویت، پیکر تراشی، سرشاری و شیفتگی، فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، جذب و کیف اور سوز و گداز کا نادر نمونہ ہے۔

فن شاعری، زبان و بیان اور ادب سے واقفیت رکھنے والا ہی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ حضرت اختر بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کن کن نکات کی جلوہ سامانیاں ہیں، کیسے کیسے حقائق پوشیدہ ہیں، کلمات کی کتنی رعنائیاں پنہاں ہیں اور خیالات میں کیسی وسعت ہے؟ آپ کا کلام اگرچہ تعداد میں زیادہ نہیں، لیکن آپ کے عشق رسول ﷺ کا مظہر، شرعی قوانین

کی پاسداری کی شاندار مثال ہے۔ آپ کے اسلاف کی عظیم وراثتوں کا بہترین نمونہ اور اُردو شاعری خصوصاً صنف نعت میں گراں قدر اضافہ بھی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشاں جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی، جانِ جہاں تم ہی تو ہو

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

جان توئی جاناں، قرار جاں توئی
جانِ جاں! جانِ مسیحا آپ ہیں

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر واختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری اُن کی دلبر ایڑیاں

تبسم سے شب تاریک پر دِن کا گماں گزرے
ضیائے رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کردیں

ہر شب ہجر لگتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

مجھے کیا فکر ہو اختؔر میرے یاور ہیں وہ یاور

بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کر دیں

آپ کو نئے لب ولہجہ اور فی البدیہہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔اس کا اندازہ اِس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا قاری امانت رسول قادری رضوی صاحب (مرتب سامانِ بخشش) نے مفتیٔ اعظم ہند کی مشہور نعت شریف

؎ تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ

تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

سے متعلق حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مولوی عبدالحمید رضوی افریقی یہ نعت پاک حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے۔جب یہ مقطع

؎ آباد اِسے فرما ویراں ہے دل نورؔی

جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

پڑھا تو حضرت قبلہ نے فرمایا، بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے اب اس کو یوں پڑھو

؎ آباد اِسے فرما ویراں ہے دل نجدی

جانشین مفتی اعظم ہند مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے برجستہ عرض کیا، مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے:

؎ سرکار کے جلووں سے روشن ہے دل نورؔی

تا حشر رہے روشن نورؔی کا یہ کاشانہ

حضرت قبلہ (سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ) نے پسند فرمایا۔(سامانِ بخشش، صفحہ:154)

حضورتاج الشریعہ اور علمائے عرب:

سیدنا اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو عزت وتکریم اور القاب وخطابات علمائے عرب نے دیے شاید ہی کسی دوسرے عجمی عالم دین کو ملے ہوں۔بعینہٖ پَرتوِ اعلیٰ حضرت،حضور تاج الشریعہ کا جو اِعزاز واکرام علمائے عرب نے کیا شاید ہی فی زمانہ کسی کو نصیب ہوا ہو۔

اللہ والوں کی باتیں قلم وقرطاس کی قید سے ماورا ہیں۔ولیِ کامل حضورتاج الشریعہ کی ذات بھی وہ آئینہ ہے جس کے بے شمار زاویے ہیں اور ہر زاویہ ہزار جہتوں پر مشتمل ہے،جن کا تذکرہ نہ میرے بس کی بات ہے نہ ہی اس مختصر سے کتابچے میں ممکن ہے۔میں برادرطریقت مولانا منصور فریدی رضوی کے اِن الفاظ پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں:

مصدرِعلم وحکمت،پیکرجام اُلفت،سراج بزم طریقت،وارث علم مصطفیٰ،مظہرعلم رضا، میر بزم اصفیا،صاحب زہد وتقوی،عاشق شاہ ہدی،غلام خیر الوری،حامل علم نبوی،سیدی آقائی،حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ اُس عظیم شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی کے کسی ایک گوشہ پر اگر سیر حاصل گفتگو کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں صفحات کی ضرورت ہے۔

(تجلیاتِ تاج الشریعہ،صفحہ:311)

تاج الشریعہ کے چند تبلیغی اسفار

تحریر: پروفیسر محمد عطاء الرحمان قادری رضوی، دیال سنگھ کالج، لاہور

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، فخر اہل سنت، محقق ملت، تاجِ شریعت، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی ہشت پہلو شخصیت کا ہر گوشہ اِس لائق ہے کہ اُس پر سیر حاصل گفتگو کی جائے، لیکن زیر نظر تحریر میں اختصار سے کام لیتے ہوئے اُن کے چند اسفار کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مختلف ممالک کے سفر:

مسلکِ رضا کی نشر و اشاعت اور باطل کی سرکوبی کے لیے علالت کے باوجود آپ نے ملک اور بیرون ملک کے سفر کیے۔ یوں تو متعدد ممالک کا آپ نے تبلیغی دورہ فرمایا لیکن اِن میں بالخصوص پاکستان ہندوستان، بنگلہ دیش، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے، موریشس، سری لنکا، عراق، ایران، ترکی، مصر، حجاز مقدس، لبنان، شام، متحدہ عرب امارات، نیپال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ''پیغام شریعت'' دہلی ستمبر 2018ء کے مطابق اِن ملکوں میں پھیلے ہوئے آپ کے مریدین کی تعداد 3 کروڑ سے زائد ہے۔

پاکستان تشریف آوری:

آپ پاکستان میں متعدد بار تشریف لائے، لیکن 80ء کی دہائی کے اواخر میں جب آپ بذریعہ کار براستہ واہگہ بارڈر تشریف لائے تو جو آپ کا استقبال ہوا وہ پاکستان میں شاید ہی کسی کا ہوا ہو۔ خلق خدا یوں اُمڈ کر آئی کہ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ نہ لگایا جا سکا۔

حضرت داتا گنج بخش فیض عالم علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر عقیدت مندوں نے اتنی کثرت اور ایسی گرم جوشی کے ساتھ آپ سے مصافحہ کیا کہ آپ کے دست مبارک سے خون جاری ہوگیا۔اِسی دورہ میں آپ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں بھی جلوہ گر ہوئے اور اِسی مبارک سفر میں ایک جمعہ آپ نے مرکز اہل سنت زینت المساجد گوجرانوالہ میں بھی پڑھایا۔اللہ اکبر! اتنا بڑا اجتماع تھا کہ مسجد تو مسجد نزدیکی گلیاں بھی عشاق سے معمور تھیں۔نباضِ قوم، ولی کامل علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ نے نہایت تفصیل سے آپ کا تعارف کروایا۔

چہرۂ پُرنور:

اِن دنوں ایک غیر مقلد احسان الٰہی ظہیر نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلی کے سراپا مبارک سے متعلق اپنی کتاب میں ہرزہ سرائی کی تھی۔حضرت نباضِ قوم نے دورانِ خطاب آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''جن کے پڑپوتے کا چہرہ ایسا نورانی ہے تو اعلیٰ حضرت کی نورانیت کا عالم کیا ہوگا؟''

قارئین کرام! راقم الحروف وہاں موجود تھا اور دیکھ رہا تھا کہ حضرت نباضِ قوم کے اس بیان میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہیں۔حضرت تاج الشریعہ نے آف وائٹ رنگ کا جبہ، اِسی رنگ کا عمامہ پہنا ہوتھا، سفید داڑھی مبارک اور چہرۂ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں، جنھیں دیکھتے ہوئے راقم دم بخود ہو چکا تھا۔سراپا نور ہی نور معلوم ہوتے تھے۔

نورانی چہرے کا ذکر شروع ہوا ہے تو مولانا عامر اخلاق شامی کا دورۂ شام سے متعلق ایمان افروز بیان پڑھیے! لکھتے ہیں:

جب حضرت ائیر پورٹ پر آئے تو شامی لوگوں کی حیرانی قابل دید تھی اور وہ بچوں کو گود

میں لے کر دکھا رہے تھے کہ دیکھو حسن و جمال کا پیکر جا رہا ہے۔ میں نے اس طرح کے الفاظ کئی شامیوں کی زبان سے سنے۔ (مجلّہ معارف رضا)

دورۂ شام:

تاج الشریعہ کے دورۂ شام کی تفصیلی رپورٹ "معارف رضا" کراچی، جون 2013ء میں شائع ہوئی تھی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ راقم چند اہم باتیں اسی کے حوالہ سے یہاں تحریر کر رہا ہے۔

علمائے شام کے ایک اجتماع میں تاج الشریعہ نے جب زبان عربی اپنی تحریر کردہ حمد، اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ ھو کا یہ مقطع پڑھا "ھذا أختر أدناکم" تو خانوادۂ غوثِ اعظم کے چشم و چراغ، 100 سے زیادہ کتب کے مصنف، ڈاکٹر شیخ عبدالعزیز خطیب حسنی جیلانی نے بلند آواز سے کہا:

یا أختر! أنت لست أدنی بل تاج رأسنا .

شیخ اختر آپ ادنیٰ نہیں اعلیٰ ہیں بلکہ آپ ہمارے سر کے تاج ہیں۔

معھد الفتح الاسلامی کے سربراہ اور مفتیٔ دمشق، ڈاکٹر عبدالفتاح دامت برکاتہ، جن کا مرتبہ وزیر کے برابر ہے، نے تاج الشریعہ کی دست بوسی کرتے ہوئے کہا:

أنتم شرف لبلاد الشام وأھلھا وعلمائھا

آپ ملک شام، واہل شام اور علمائے شام کے لیے شرف ہیں۔

نوٹ: مفتیٔ دمشق جب ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی دعوت پر کراچی تشریف لائے تھے تو راقم الحروف ان کی زیارت و مصافحہ سے مشرف ہوا تھا۔

پیکر نور:

ایک اور بات بھی نہایت توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے، اِسی دورۂ شام میں حضرت

تاج الشریعہ کا قیام آبادی سے ہٹ کر ایک فارم ہاؤس میں تھا۔ وہاں حضرت شیخ سید صباح، جو کہ امام موسی کاظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت امام موسی کاظم و امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے مزارات کے متولی رہے ہیں، بغیر اطلاع کے ہی فارم ہاؤس تشریف لے آئے اور آمد کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں ابھی یہاں سے گزر رہا تھا، جہاں بالکل اندھیرا ہے اور روشنی کا کوئی انتظام نہیں، مگر یہ پورا علاقہ روشن ہے اور یہ روشنی ایک گھر سے پھیل رہی ہے۔ میں سمجھ گیا یہاں کسی اللہ والے نے اِس گھر کو اپنا مسکن بنایا ہے جہاں سے روشنی پھوٹ رہی ہے۔ (ملخصاً، ص ۱۳۱)

حضرت تاج الشریعہ نے اپنی آخری دورۂ لاہور میں جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ میں خطاب کرتے ہوئے ایسا اشارہ دیا تھا کہ داتا صاحب کا فیضان ان کی جانب خاص طور پر متوجہ ہے۔ الفاظ راقم کو یاد نہیں، البتہ مفہوم یہی تھا۔ ان کے روحانی مقام اور کشف و کرامات سے متعلق مستقل کتب شائع ہو چکی ہیں۔ یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ تاج الشریعہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہی کئی غیر مسلم مسلمان اور کئی بدمذہب تائب ہوئے۔

چراغ جلنے لگے زیست کے اندھیروں میں
یہ کس کے روئے درخشاں کا ذکر آیا ہے

دورۂ مصر:

آپ عالم اسلام کی تاریخی، قدیمی درس گاہ جامعۃ الازہر سے فارغ التحصیل تھے۔ یقیناً وہاں تعلیم پانا کسی اعزاز سے کم نہیں، لیکن حضرت تاج الشریعہ نے کچھ اس انداز میں دین کی خدمت عالمی سطح پر انجام دی کہ الازہر کا نام روشن کر دیا اور جامعۃ الازہر نے آپ کو

بلاکر "فخراز ہر" ایوارڈ پیش کیا۔اس دورے کی تفصیلات بھی معارف رضا کراچی میں شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے اسفارِ عرب سے جہاں عرب کے علمائے اہل سنت سے روابط مستحکم ہوئے وہیں وہ یاد تازہ ہوتی کہ آپ کے جداعلیٰ امام اہل سنت امام احمد رضا خاں سے علمائے عرب اجازتِ حدیث شریف طلب کرتے تھے۔ یونہی تاج الشریعہ سے علمائے عرب نے اجازت حدیث حاصل کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھا۔

بین الاقوامی زبانوں پر دسترس:

حضرت تاج الشریعہ عربی، فارسی، اُردو، ہندی اور انگریزی میں مہارت رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ درسِ نظامی پڑھنے کی بدولت عربی و فارسی میں مہارت سمجھ میں آتی ہے، ہندوستانی ہونے کی وجہ سے اردو اور ہندی میں دسترس بھی قابل فہم ہے، لیکن انگریزی میں مہارت سمجھ میں نہیں آتی۔ اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں فقط آپ نے ابتدائی انگریزی کی تعلیم پائی تھی، اس کے باوجود انگریزی ہی نہیں، فصیح انگریزی لکھنا اور بلیغ انگلش بولنا، یہ علم لدنی سے ہی ممکن ہے۔

مقبولیت:

حضرت تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت عنایت فرمائی تھی۔آپ قرآنی آیت "**سیجعل لھم الرحمن وُدّا**" کا مظہر تھے۔آپ کی محبوبیت کا اظہار آپ کے جنازے سے بھی ہوا کہ 5 کلومیٹر پر محیط علاقے میں سر ہی سر تھے۔

تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت

تحریر: مفتی محمد اختر حسین قادری، دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی بستی

گلستانِ سنیت کے گلِ خوش رنگ، حضرت تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم وفضل اور حکمت ومعرفت میں اپنے آباء واجداد کے سچے امین ومحافظ اور اسلاف کرام کی روایات کے پاسبان ونگہبان تھے۔ فہم وذکا، وسعتِ نظر، قوت حفظ واتقان، تدبر وتفکر، حق گوئی وبے باکی، جودتِ طبع، حزاقت ومہارت، فقہی بصیرت ودیدہ وری اور قوتِ خطابت وبیان میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا قادری، مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا قادری نوری اور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی میاں قادری علیہم الرحمہ کے حقیقی وارث وجانشین اور اِن ارواح اربعہ طاہرہ کے فضائل ومحاسن کے عکس جمیل ہیں۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے جس میں علوم ومعارف کے ہزاروں جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشی، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، سیّاح، مرشد، خطیب، مفتی اور فقیہ جیسے اوصاف وکمالات کے جامع اور حامل ہیں۔ اِن تمام خوبیوں میں تفقّہ فی الدین اور فتاوی نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے، جو آپ کو رب قدیر کے خزانۂ عامرہ سے خوب خوب عطا کیا گیا ہے۔

راقم السطور سردست آپ کی شان تفقّہ کے حوالے سے چند شواہد ہدیۂ ناظرین کرنے کی کوشش کرے گا، جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علم فتاوی میں گیرائی وگہرائی، تیقّظ وبیدار مغزی، فقہی جزئیات کے استحضار کی جھلک اور فقہ وفتاوی میں آپ کی جامعیت اور عظمت ورفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فقہی جزئیات کا اِستحضار:

تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو فیض رب قدیر سے حفظ و تیقّظ ، وسعتِ نظر و فکر اور فقہی استحضار کی ایسی عظیم دولت ملی ہے کہ عصر حاضر میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عرصہ سے کتب بینی بند ہونے کے باوجود کسی مسئلہ پر گفتگو بڑی برجستہ اور دلائل وشواہد سے مزین ہوتی ہے۔ فقہی جزئیات پر دسترس اور اِشاداتِ ائمہ کا اِحاطہ بزم دانش میں بیٹھنے والوں پر خوب ظاہر ہے۔

ایک مرتبہ سیمینار بورڈ دہلی میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ عورت کی آواز عورت ہے یا نہیں؟ اِس سلسلہ میں اکثر مندوبین فرمارہے تھے کہ عورت کی آواز عورت نہیں، بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے وہ آواز عورت ہے۔ اُن کا استدلال یہ تھا کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے:

نغمة المرأة عورة.

راقم کا کہنا تھا کہ نغمگی کی قید نہیں ہے، بلکہ جس آواز میں نغمگی، لچک اور جاذبیت ودل کشی ہو وہ سب عورت کے حکم میں ہے۔

بحث مکمل نہ ہوسکی اور سیمینار کا وقت ختم ہوگیا۔ راقم دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سیمینار میں بحث کا خلاصہ عرض کیا۔ آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا:

” **نغمة المرأة عورة**“ میں " نغمہ " سے مراد نغمگی اور خوش الحانی نہیں، بلکہ مطلق آواز ہے۔ فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی " نغمہ " سے تعبیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری کتاب الشہادۃ میں ہے: ”**اِذ النغمة تشبه النغمة**“ یہاں نغمگی مراد نہیں، بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔ اسی طرح ”**نغمة المرأة عورة**“ میں بھی " نغمہ " سے خوش الحانی اور نغمگی نہیں بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔“

حضور والا کی اِس برجستہ اور مدلل گفتگو سے حاضرین مجلس کی باچھیں کھل اُٹھیں اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو! آپ نے اس علمی خاندان میں آنکھ کھولی ہے جو تقریبا دوسو سال سے فقہ وفتاوی کا عظیم مرکز اور عالم اسلام کے لیے نہایت معتبر و مستند اور پُر وقار دارالافتاء کی حیثیت سے متعارف و مسلم اور فقہ حنفی کا عظیم نگہبان کے طور پر مشہور ہے۔

فتوی نویسی کا بے مثال انداز:

تاج الشریعہ نے فتویٰ نگاری اور حکم شرع کے بیان میں کتاب وسنت سے استدلال ارشاداتِ ائمہ، اقوال مشائخ، اُصول فقہ، معتمد و مفتی بہٖ اقوال کی نقل اور حسب موقع تطویل واختصار اور نظائر وامثال سے مسئلہ کی توضیح وغیرہ تحقیقی امور کو پیش نظر رکھا ہے اور ایک فقیہ کو جس ژرف نگاہی اور ذہنِ رسا کی حاجت ہوتی ہے آپ کے فتاوی اُس کی منہ بولتی تصویر نظر آتے ہیں۔ بطور نمونہ چند فتویٰ ملاحظہ ہوں:

آیاتِ محکمات کو ھڈی کھنا کیسا:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین کہ خالد نے یوں کلام باری تعالیٰ کے بارے میں کہا: قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام نے مخصوص کر لیے، عوام الناس باقی کلام کو پڑھتے ہیں، تو گویا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کتوں کے سامنے ہڈی پھینکی جائے اور وہ اس پر چمٹ کر آپس میں لڑنے لگیں۔ ایسا کہنے والوں کے لیے از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ جواب سے سرفراز فرما دیں۔

مستفتی: محمد عزرائیل انصاری، مدرسہ جامعہ غوثیہ رضویہ، راج گنج

الجواب: خالد کا زعم فاسد ہے اور جس بات پر اس نے اپنے زعم کی بنا رکھی ہے وہ فاسد ہے۔ وہ متشابہات کو، جن میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں، اصل قرآن سمجھ رہا

ہے، جبھی تو اس نے کہا ہے کہ ''عوام الناس جو باقی کلام پڑھتے ہیں۔'' اور وہ بے چارہ خود قرآن عظیم کے اِس ارشادِ واجب الانقیاد سے بے خبر ہے جو آیات محکمات کو اُمّ الکتاب فرما رہا ہے اور محکمات کو مدارِ کار بتا رہا ہے اور متشابہات کا مرجع اِنھیں محکمات کو ٹھہرا رہا ہے۔

قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

ھو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکما ت ھن اُمّ الکتاب و اخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله و ما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنابه کل من عند ربنا و ما یذ کر الا اولوا الالباب.

یعنی وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے، وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں؛ گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو، اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے یہ ہمارے رب کے پاس ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

تو اُس کا زعم خود قرآن عظیم کے خلاف ہے، جیسا کہ تلاوت شدہ فرمان قرآن سے ظاہر ہے۔ وہ صاف صاف محکمات کو اصل کتاب ٹھہرا رہا ہے، تو محکمات ِقرآن عظیم پر وہ مثال دینا قرآن عظیم کی آیات گزشتہ کی تکذیب ومخالفت ہے اور یہ کفر ہے۔ خالد پر اس سے توبہ وتجدیدِ ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح ضروری۔

اور اس کا یہ کہنا کہ ''جب قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام نے مخصوص کر دیئے'' متشابہات کے باب میں مذہب معتمد سلف صالحین سے بے خبری اور حروف مقطعات

میں علمائے کرام کے کلام سے یکسر ناواقفی ہے۔ سلف صالحین کا مذہب جو اکثر علمائے خلف کا معتمد ہے وہ یہی ہے کہ متشابہ کی مرادِ قطعی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے؛ اِسی لیے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وامام جلال الدین محلی علیہ الرحمہ ودیگر مفسرین حروفِ مقطعات کے تحت "**اللہ اعلم بمراده بذلک**" لکھتے ہیں۔ یعنی اللہ ہی اپنی مراد اِن حروف سے جانے۔ اور ہمارے ائمۂ اعلام "**وما یعلم تاویله الا اللّٰه**" پر وقف فرماتے ہیں اور یہی مذہب صحابۂ کرام میں ابن عباس وابن مسعود وابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور ابی بن کعب کے مصحف میں ہے: "**وما یعلم تاویله الا اللّٰه ویقول الرسخون فی العلم آمنابه**" اور ایسا ہی عبد الرزاق نے معمر سے اور انھوں نے طاؤس [illegible] سے انھوں نے ابن عباس [illegible] سے روایت کیا۔ اور مصحف ابن مسعود میں یوں تھا: "[illegible] تاویله الا عند الله"

بالجملہ محکمات ہی اصل او[illegible] متشابہات میں مذہبِ معتمد جماہیر امت اعتقادِ حقیّت وترکِ تاویل [illegible] علما کے نزدیک متشابہ دو قسم پر ہے: ایک وہ جسے محکم کی طرف پھیرنے سے اس کی مراد ظاہر ہو جائے اور ایک وہ جس کی معرفت کی طرف کوئی راہ نہیں۔ بنایہ، ابن الاثیر، درّ منثور سیوطی میں ہے "**المتشابه ما لم یتلقّ معناه من لفظه وهو علی ضربین احد هما: اذا رُدّ الی المحکم عرف معناه، والآخر مالاسبیل الی معرفة حقیقته**" اِس تقسیم کا بھی حاصل وہی کہ محکمات متشابہات کی اصل ومرجع ہیں اور حروف مقطعات بلا شبہ دوسری قسم میں داخل، یعنی جن کے معنی قطعی کی معرفت کی راہ نہیں؛ کہ یہاں محکم کی طرف پھیرنا مقصود ہی نہیں؛ کہ اصلاً ان حروف کے مقابل محکم ہے ہی نہیں۔ تو خالد کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام نے مخصوص کر لیے غلط ومہمل ہے، بلکہ

افترا ہے؛ کہ حروف مقطعات کی یقینی مراد سوائے خدا ورسول کے کسی کو معلوم ہی نہیں اور اعتقادِ حقیت وتسلیم سب کو لازم۔ تو دعویٰ خصوص باطل اور اِس وہمِ عاطل کا منشا غالباً حضرت مولوی معنوی کے شعر: ؎ ما زقران مغز را برداشتیم

کو اپنی اُلٹی سمجھ سے الٹا سمجھنا ہے، وہ مغز قرآن محکمات کو فرما رہے ہیں، نہ کہ برخلافِ قرآن بزعم خالد متشابہات کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ماہنامہ سنی دنیا، ص ۸ تا ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۵ء)

اِس جواب کا بغور مطالعہ کریں تو عیاں ہوگا کہ حضرت ممدوح معظم نے مذکورہ بالا فتوی میں بڑی فقیہانہ بالغ نظری کا ثبوت دیا ہے اور متعدد جہتوں سے جواب کو آراستہ وپیراستہ کیا ہے۔

اولاً: قائل کے قول کی شرعی حیثیت واضح فرمائی کہ وہ کفر ہے اور اس پر آیت قرآنیہ سے استدلال کیا۔

ثانیاً: قائل پر کیا حکم نافذ ہوگا اس کی وضاحت فرمائی۔

ثالثاً: آیات محکمات ومتشابہات کی توضیح وتشریح اور ان کے متعلق حکم، صحابہ کرام کے زریں اقوال اور ائمہ تفسیر کے معتبر ارشادات کی روشنی میں تحریر فرمایا۔

رابعا: "غالباً" کہہ کر بڑی احتیاط کے ساتھ اشارہ فرما دیا۔

خامسا: منشائے خطا کی دوٹوک میں وضاحت کردی۔

سادسا: صوفیائے کرام کی طرف غلط انتساب کا پردہ چاک کر کے اس مقدس گروہ کے دامن پر دھبہ لگانے والے کی بخیہ دری بھی فرمادی۔

منبر کے دائیں بائیں کی صف کا حکم:

بہت ساری مساجد خصوصاً شہر ممبئی میں منبر کی تعمیر اس طور پر کی جاتی ہے کہ منبر کا کچھ

حصہ دیوار کی محاذات سے آگے نکلا ہوتا ہے، عموماً پہلی صف منبر کے دائیں بائیں قائم کی جاتی ہے۔ اس طرح صف بندی کے متعلق حضور تاج الشریعہ کے کمال فقاہت اور استدلال واستنباط کی غیر معمولی صلاحیت کی بکھری کرنیں مشاہدہ کریں۔آپ رقمطراز ہیں:

''اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دربارۂ صفوف شرعاً تین باتیں بتاکید اکید مامور بہ ہیں اور تینوں آج کل معاذ اللہ کالمتروک ہو رہی ہیں، یہی باعث ہے کہ مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلی ہوئی ہے۔

اول: تسویۂ صف کہ صف برابر ہو، خم نہ ہو، کج نہ ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں، سب کی گردنیں شانے ٹخنے آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں، جو اس خط سے کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبلہ معظّمہ پر گزرا ہے عمود ہو۔

دوم: اِتمام کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری نہ کریں۔

سوم: تراص۔یعنی خوب مل کر کھڑے ہونا کہ شانہ سے شانہ چھلے۔

اقول: ظاہر ہے کہ جب منبر کے دائیں بائیں صف بندی کریں تو دوسرا، تیسرا امر جو صفوں میں ملحوظ ہے، شرعاً بتاکید مطلوب ہے اُس کی تعمیل نہ ہو سکے گی، اور پہلا امر کہ تسویۂ صف ہے اُس کے مفقود ہونے کا بھی احتمال ہے، بلکہ ادنی تامل سے ظاہر ہے کہ پہلا امر تسویہ فی القیام ہے وہ بھی مفقود ہے، اگرچہ ایک ہی سیدھ میں دونوں طرف والے کھڑے ہوں؛ کہ جب بیچ میں منبر حائل ہے، تو اس صورت میں نہ عرفا برابر کھڑا ہونا صادق ہے نہ شرعاً متحقق ہے، اور اگر ایک سیدھ میں نہ کھڑے ہوں تو یہ صف بالکلیہ معدوم ہے۔

لٰہذا بلا ضرورت اس طرح منبر کے دائیں، بائیں صف بندی کرنا اِن احادیث صحیحہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے اور اس صورت میں کراہت صرف اِس نامکمل صف والوں پر

ہی نہ ہوگی بلکہ اِن کے پیچھے صف بندی کرنے والے بھی اِس کراہت کے مرتکب ہوں گے۔ چوتھی قباحت اِس صورت میں یہ لازم آئے گی کہ امام وسط صف میں نہ ہوگا حالانکہ شرعاً یہ مطلوب کہ امام وسط صف کھڑا ہو۔

(ملخصاً فتاوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، ص:۴۷)

مفتیٔ اعظم ہند کا اعتماد:

شواہد ونظائر کے مطالعہ سے یہ امر مثل آفتاب روشن ہوجاتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فقہی تبحر اور استحضار عصر حاضر میں مثالی تھا۔ آپ کے اِن اصاف وکمالات کو حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی نگاہ کرامت نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور آپ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمادیا تھا۔

چنانچہ جناب ڈاکٹر حافظ شیر زمان مصطفوی صاحب (اسماعیل پور) نے حضور مفتیٔ اعظم ہند کے ایک واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے تحریر کیا ہے:

صبح فتوی کا کام تھا، ناشتہ کے وقت حضرت کی خدمت میں پیش کیا، مولانا عبدالصمد صاحب کانپوری، مولانا فضل الرحمٰن صاحب فتح پوری، راز الہ آبادی وغیرہ بھی موجود تھے۔ حضرت نے فرمایا: آپ لوگ یہ کام مولوی اختر میاں سے لیں، مجھے ان پر اعتماد ہے۔ مولانا عبدالصمد صاحب نے فرمایا: حضور حج کو تشریف لے جانے والے ہیں منصب کون دیکھے گا؟ جواب عطا ہوا۔ میں نے کہا: ''مجھے مولوی اختر پر اعتماد ہے۔''

(ماہنامہ سنی دنیا، ص:۵۶، مارچ ۱۹۸۸)

وارثِ کمالاتِ اکابر:

جماعت اہل سنت کے عظیم فقیہ اور مفتی، قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب علیہ الرحمہ آپ کے متعلق یوں اظہارِ حقیقت فرمارہے ہیں:

خانوادۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے گلستان میں حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری دامت فیوضہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ موصوف حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان نوّر اللہ مضجعہ کے لخت جگر اور حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان نوّر اللہ مرقدہ کے نور دیدہ اور حضور سیدی الکریم مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قدس سرہ العزیز کے نورِ نظر ہیں۔ بایں طور پر آپ کے اندر اِن عظیم و فخیم نسبتوں کے لحاظ سے اوصاف حمیدہ واخلاق کریمانہ کی جھلک، جھلک رہی ہے اور سبھی حضرات گرامی کے کمالاتِ علمی و عملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔

فہم و ذکا، قوت حافظہ و اتقان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے، جودتِ طبع ومہارت تامہ وعربی ادب حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ سے، فقہ میں تبحر و اِصابت حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ سے، قوتِ خطابت و بیان پدرِ بزرگوار حضرت جیلانی میاں قدس سرہ سے۔ گویا مذکورۃ الصدر ارواح اربعہ سے وہ تمام کمالات علمی و عملی آپ کو وراثۃً حاصل ہوئے ہیں جس کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔ (شرح حدیث نیت، ص:۴)

فقیہ زماں:

مضمون کے اختتام پر جماعت اہل سنت کے مشہور عالم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان

کلیمی صاحب کے ایک مکتوب کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، جس سے ہمارے برصغیر میں حضرت تاج الشریعہ کے مقام ومرتبہ کا کچھ سراغ مل جائے گا۔محترم کلیمی صاحب رقم طراز ہیں:

حضور تاج الشریعہ کے فتاوی اور فقہی تحقیقات آج اکابر علمائے ہند وپاکستان کے نزدیک ناقابل انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت، شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل ہے اور اعتراضات کے شافی جوابات بدرجۂ اتم ہمیں ملتے ہیں۔جب ہم تاج الشریعہ جانشین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اِس نتیجہ تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کی نوکِ قلم پر سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علمی فیضان ہے اور موصوف خاندانی وجیہ، اعلیٰ حضرت کی اہم ترین علمی اور عملی یادگار اور مکمل مظہر اعلیٰ حضرت ہیں۔

راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتا کے میدان میں تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت کے سراپا جانشین ہیں۔(ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف، ص:۲۸ تا ۳۰، جنوری ۱۹۸۶)

فقیر راقم الحروف اپنے مشاہدہ اور علم کی حد تک یہ تحریر کر رہا ہے کہ آج عالم اسلام میں جس ذات کو فقہ وفتاوی کی دنیا میں نہایت باوقار اور معتبر ومستند جانا جاتا ہے وہ حضرت تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔رب قدیر آپ کی قبر اطہر پر سایۂ کرم رکھے۔آمین

تاج الشریعہ......چند مشاہدات

تحریر: فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی (گجرات، ہند)

اِس وقت حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ شعر بار بار یاد آرہا ہے:

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں   کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیئے

شعر کے پہلے مصرعے کے مطابق سب نے ان کے ظاہر کو خوب دیکھا، مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کی۔ وہ کیا تھے، اور کیسے تھے؟ کاش! حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہ ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان رحمہم اللہ تعالیٰ کی علمی وروحانی امانتوں کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔

درج ذیل سطور میں آپ سے وابستہ چند یادیں پیش خدمت ہیں۔

علمائے عرب کے ساتھ علمی مذاکرہ:

جب پہلی بار کیرالہ کے ''جامعۃ الثقافۃ السنیّہ'' سے شیخ ابوبکر شافعی مدظلہ اور ''الجامعۃ السعدیہ'' سے شیخ عبدالقادر شافعی علیہ الرحمہ بریلی شریف حاضر ہوئے اور رضا مسجد میں نماز ادا کی تو اپنی فقہ کے مطابق رفع یدین کیا، پھر باہر آکر لوگوں سے دریافت کیا: حضرت شیخ ازہری صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ لوگوں نے غیر مقلد سمجھ کر التفات ہی نہیں کیا، لیکن ایک بارہ/ تیرہ سالہ طالب علم حضرت ازہری صاحب علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی بالائی منزل پر قائم ''ازہری دارالافتاء'' میں آیا۔ یہاں اِس وقت حضرت علیہ الرحمہ،

مولانا یاسین اختر مصباحی اور یہ فقیر علمی مذاکرہ میں مشغول تھے۔ آتے ہی اس طالب علم نے کہا: حضرت! دو غیر مقلدین آپ سے ملنا چاہتے ہیں، منع کر دوں؟ میں نے اُسے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا: ''تم اجازت لینے آئے ہو، یا حکم سنانے؟'' پھر حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کیا: حضور! وہ غیر مقلد نہیں، قادیانی ہوں، آپ تو ان سے ملنے نہیں جا رہے ہیں، وہ ملنے آ رہے ہیں، آنے دیں۔ ہوسکتا ہے خدا ان کو ہدایت دے دے! مصباحی صاحب نے بھی میری تائید کی اور حضرت علیہ الرحمہ نے اس طالب علم سے فرمایا: ''اچھا، آنے دو۔''

اس پر وہ لڑکا واپس گیا اور سفید جبے میں ملبوس، سر پر مخصوص انداز کے عمامے سجائے ہوئے دو اشخاص زینے سے برآمد ہوئے اور ایک ہی سانس میں کہا:

''**السلام علیکم! نحن معکم فی تکفیر الوهابیة مائة فی مائة.** یعنی ہم لوگ وہابیوں کی تکفیر کے سلسلے میں سو فیصد آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔''

اس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ غیر مقلدین نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سنی شافعی ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہوئے کھڑے ہو گئے، اور **أهلاً و سهلاً** کہہ کر مصافحہ و معانقہ کیا، پھر حضرت علیہ الرحمہ نے بہت ہی پر تکلف ناشتہ اور چائے منگوائی۔

اس وقت وہ حضرات اُردو بالکل نہیں بول پاتے تھے، بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پا رہے تھے؛ اِسی لیے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث و تفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے، مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمہ اسی عنوان پر پانچ، چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے۔ وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمہ چار، پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے۔ جس سے

ان حضرات کے ساتھ میں اور مصباحی صاحب بھی اِستعجاب و حیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کا منہ تکنے لگے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضانِ علمی کا ثمرہ ہے۔

نماز کی پابندی:

۱۹۷۴ء کی بات ہے جب حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا، مگر حضور مفتی اعظم کا پروگرام کلکتہ ہوتے ہوئے " کشن گنج " پہنچنے کا ہو گیا اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مِقرر کی صبح براہ راست گوہاٹی میل سے " کشن گنج " پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ آئی تو استقبال کے لیے سینکڑوں علما و عوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضور مفتیٔ اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچے والی ٹرین سے ہو گئی، مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔

ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لیے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے، مگر وہ نظر نہیں آرہے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی اور (حلیہ بتا کر کہا) اس شکل و صورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہو گئی اور وہ وہیں رہ گئے۔ اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان، اتار لیجیے! ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔

مفتیٔ اعظم ہند کے مسترد شدہ سے نذر قبول نہ کرنا:

حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے کہ رحمان پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند حد درجہ علیل و صاحب فراش تھے۔ عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگا دی جاتی، لوگ جوق در جوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت سے حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت کے زیر تعلیم ایک احسان نامی نوجوان (جو آج کٹیہار کے سینئر وکلا میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا:

''یہاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی، اس لیے میں تو مرید نہیں ہوں گا۔''

بہر کیف! جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو لیے اور سلام و دست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے، مگر احسان اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے مصافحے پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں، اور قبول ہوئیں، مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضور مفتیٔ اعظم نے منع فرما دیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس دن واپس رحمان پور پہنچے، اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرما لیا۔

چھ، سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ پورنیہ بہار پہنچے تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لیے نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہو گیا اور مصافحہ و دست بوسی ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے، جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے، کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں، مگر احسان صاحب کو

منع فرما دیا گیا، حالانکہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی، نہ تاج الشریعہ کو پتا تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی، جب کہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ شام کو اندھیرا تھا، کیوں کہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضور مفتیٔ اعظم ہند کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ: ''حضور مفتیٔ اعظم کی کرامت تھی۔''

مفتیٔ اعظم ہند کے منظورِ نظر:

بریلی شریف میں ایک صاحب، ملا لیاقت علی خان مرحوم، حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست گرفتہ اور عاشق وشیدا تھے۔ موصوف کے بقول اُنھوں نے پیر و مرشد کے وصال کے کچھ دنوں بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو زار و قطار رونے لگے۔ پیر و مرشد نے تسلی کے کلمات کہہ کر چپ کرایا اور استفسار فرمایا کہ آخر اتنا رو کیوں رہے ہو؟ ملا عرض گزار ہوئے: ''حضور! میری دنیا و دین سب کچھ تو آپ تھے، میں اپنی ہر حاجت میں آپ رجوع کرتا تھا اور حاجت سے سو (کئی گنا زیادہ) پاتا تھا، آپ تو پردہ فرما گئے، اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟'' مفتیٔ اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اختر میاں ہیں نا، اُنہی کے پاس۔''

اِس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (حضور مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ''اختر میاں'' کہتے تھے)

بے پناہ مقبولیت:

بخاری شریف میں ہے (مفہوم): اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اُس سے محبت کرو! تو جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے، تم سب بھی اس سے محبت کرو، تو اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین پر بھی اُس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔

اس آئینہ میں بھی دیکھیے تو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات اپنے زمانے میں بے نظیر رہی اور وصال کے بعد تو پوری دنیا نے دیکھا کہ اپنے تو اپنے رہے، بے گانوں کو بھی ماننا اور کہنا پڑا کہ برصغیر میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔

امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتیٔ اعظم ہند کے علم و عمل اور روحانیت کے وارث وامین کے دنیا سے کوچ کرنے پر ہم دل گرفتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت کو بالعموم اور ان کے جانشین حضرت عسجد میاں مدظلہ کو بالخصوص صبر و شکیب عطا فرمائے۔ اپنے محبوبوں کے صدقے اس محبوب بندے کی مرقد انور پر زیادہ سے زیادہ رحمت وانوار کی بارش برسائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے نوازے۔ آمین

تاج الشریعہ......داعیٔ عرب وعجم

تحریر: مفتی غلام جیلانی ازہری، مدھیہ پردیش، بھارت

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے، راقم الحروف آپ کی متعدد باتوں کا چشم دید گواہ۔ درج ذیل سطور میں چند باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

دعوتی سفر:

خانوادۂ رضا میں سب سے زیادہ سفر تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمام اسفار میں مقصدِ مشترک ''مسلک اعلیٰ حضرت کا تعارف'' تھا۔ حضور تاج الشریعہ کا سفر چاہے مرید کرنے کے لیے ہو یا نکاح پڑھانے کے لیے، مناظرہ کے لیے ہو یا جلسہ و کانفرنس کے لیے، یہ ضرور ارشاد فرماتے تھے:

''مسلک اعلیٰ حضرت ہی سچا مذہب ہے۔''

شام یمن، عراق، ترکی افریقہ، سعودیہ، دبئی، ماریشس، لندن، پاکستان اور سری لنکا وغیرہ نے بارہا آپ کی قدم بوسی کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ اور علم لدنی:

یہ بھی مصر کی بات ہے۔ راقم الحروف نے ۲۰۰۹ء میں ''مرکز فجر'' جوائن کیا۔ یہ قاہرہ میں سلفیوں کا عربی کوچنگ سنٹر ہے۔ کرتا، پاجامہ دیکھ کر سلفی ٹیچر سمجھ گیا کہ غلام جیلانی صوفی ہے۔ سلفی ٹیچر نے کہا: (گفتگو عربی میں ہو رہی تھی) غلام جیلانی! تمہاری نظر میں کوئی ایسا

آدمی ہے جس کے پاس علم لدنی ہو؟ میں نے کہا ہاں! سلفی ٹیچر نے پوچھا وہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ (علامہ) اختر رضا ازہری ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تمھیں کیسے پتا چلا؟ میں نے بتایا کہ وہ مغربی ملک میں اُردو میں تقریر کررہے تھے، لوگوں نے کہا: حضور ہم اردو نہیں جانتے برائے مہربانی انگریزی میں خطاب فرمایئے، حضور تاج الشریعہ نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا، پھر فصیح و بلیغ انگریزی میں تقریر فرمائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تاج الشریعہ کے پاس علم لدنی ہے۔ سلفی ٹیچر نے کہا: ہوسکتا ہے انہوں نے انگریزی پڑھی ہو۔ میں کہا: ''اُنھوں نے اس سے پہلے کبھی اس انداز میں تقریر نہیں فرمائی۔ کسی بھی زبان کا پڑھنا اور ہے اور بولنا اور، اچانک اس طرح تقریر فرمانا علم لدنی کی دلیل ہے۔'' یہ سن کر سلفی ٹیچر خاموش ہوگیا۔ (یہ واقعہ ناچیز نے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ نام فی الوقت یاد نہیں ہے)

حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی:

ممبئ میں تقریر کے دوران ایک مشہور خطیب نے کہا: ''اصلی سید وہ ہے جن کی رگوں کے خون سے اعلیٰ حضرت کی محبت کی بوآتی ہو۔'' جب حضور تاج الشریعہ مائیک پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے (خطیب) جو کہا ہے اُس کے ذمہ دار وہ خود ہیں، میں اُس سے بری ہوں۔''

حضور تاج الشریعہ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا۔ آخری عمر تک آپ کی موجودگی میں کوئی خلاف شرع کام کر کے آپ کی خاموشی کو رضا کا نام دے کرنا جائز فائدہ نہیں اٹھا پاتا تھا۔

کعبہ شریف میں داخلہ پر اعتراض اور اس کا جواب:

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ، بمطابق 10 جون 2013ء بروز پیر چھ بج کر پانچ منٹ

پر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)

میری نظر میں ہندوستان میں ۱۵ ویں صدی ہجری کی یہ واحد شخصیت ہے جسے اللہ نے اپنے گھر کا مہمان بنایا۔ ایک موقع پر مفتی آل مصطفیٰ، جامعہ امجدیہ (گھوسی) صاحب سے ایک شخص نے کہا: کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا غسل کعبہ کے لیے جانا بدعقیدہ کی دعوت قبول کرنا ہے؛ لہٰذا اِس کا جواب دیا جائے۔ مفتی صاحب نے پروگرام میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

یہ حکومتی معاملات ہے نہ کہ بدعقیدہ سے موالات، اور ایسے موقع پر محض اکتسابِ فیض اور بیت اللہ سے برکت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بے جا اکابرین کی برائی کرنا یہ غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی ولایت پر ایک اعتراض کا جواب:

ناچیز اڑیسہ کے ایک عرس میں بحیثیت خطیب شامل ہوا، وہاں کے ایک مشہور اور مناظر سنی عالم دین نے میرے سامنے ایک مضمون پیش کیا اور تائید یا تبصرہ کی خواہش ظاہر کی۔ مضمون میں یہ دعویٰ تھا کہ علامہ اختر رضا ولی نہیں، دلیل یہ تھی: ان اولیاؤہ الا المتقون. (الانفال:۳۴) ترجمہ: اس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں۔ چونکہ علامہ اختر رضا ازہری پرہیزگار نہیں ہے؛ کیونکہ وہ امیروں کے یہاں جاتے ہیں، غریبوں کے یہاں نہیں جاتے، لہٰذا وہ ولی نہیں ہوسکتے۔

ناچیز نے دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ تب مناظر صاحب نے فرمایا: پھر تبصرہ کریں۔ ہم کھلے ذہن کے ہیں حق بات قبول کرتے ہیں۔ ناچیز نے کہا: حضور! آپ علم و عمل، عمر اور

نسب میں افضل واعلیٰ ہیں میں کچھ نہ بولوں تو بہتر ہے۔مگر مناظر صاحب نہ مانے، پھر اصرار کیا کہ آپ یا تو دستخط کریں یا تبصرہ کریں۔اب ناچیز نے بولا: حضور آپ کا دعویٰ ہے کہ تاج الشریعہ ولی نہیں ہیں اور دلیل ہے ان اولیاؤہ الا المتقون. (الانفال:۳۴) جبکہ قرآن شریف میں ہے: ھدی للمتقین. (البقرہ:2) ترجمہ: یہ قرآن ہدایت ہے متقین کے لیے۔خزائن العرفان میں اس آیت کے ضمن میں متقین کی سات قسمیں ذکر کی ہیں:

۱۔کفر سے بچنے والا ۲۔بدمذہبی سے بچنے والا ۳۔گناہ کبیرہ سے بچنے والا

۴۔گناہ صغیرہ سے بچنے والا ۵۔شبہات سے بچنے والا ۶۔شہوات سے بچنے والا

۷۔غیر کی طرف التفات سے بچنے والا

تو حضور بتائیں کہ ان اولیاؤہ الا المتقون. میں جو متقی ہے اس سے آپ نے کون سی قسم مراد لی ہے؟ اگر ساتویں تو ہم چھٹے کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں، اور اگر آپ نے چھٹی قسم مراد لی ہے تو ہم پانچویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں۔حضور تاج الشریعہ کو کافر تو (معاذ اللہ) آپ بھی نہیں مانتے، لہٰذا وہ متقی کی پہلی قسم میں داخل۔یہ دلیل آپ ہی نے پیش کی ہے: ان اولیاؤہ الا المتقون. آپ ہی کی پیش کردہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور تاج الشریعہ ولی ہیں۔

چونکہ وہ سنی عالم تھے اور ناچیز کی بات بھی مدلل تھی اس لیے وہ مان گئے بقولہ تعالی انما یستجیب الذین یسمعون. (الانعام:۳۶) مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ:

۱۷رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۵ اپریل ۲۰۱۸ء کو بعد نماز مغرب عرس تحسینی سے

ایک دن پہلے ناچیز اپنے شیخ، حضور محدث کبیر کی معیت میں کاشانۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پھاٹک محلّہ سوداگران بریلی شریف میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور محدث کبیر (شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی) نہایت ہی عاجزی کے ساتھ پیرومرشد حضور تاج الشریعہ کی دست بوسی کے ساتھ ہی شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی بھی دست بوسی کی۔ اس وقت ناچیز نے اپنے شیخ سے یہ سیکھا کہ پیر گھرانے کا بچہ بچہ بھی قابل تعظیم ہوتا ہے۔ اس سے چند سال قبل جامعۃ الرضا میں میں نے دیکھا کہ علامہ صاحب حضور تاج الشریعہ کی تعظیم میں کھڑے ہیں اور حضور تاج الشریعہ علامہ صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہیں۔ اس سے بارگاہ تاج الشریعہ میں علامہ صاحب کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہر حال نمکین اور چائے سے علامہ صاحب کے صدقے میں ہماری ضیافت ہوئی۔ ساتھ میں مولانا ابو یوسف ازہری بھی تھے۔

بعد میں میرے شیخ نے علامہ عسجد میاں سے ناچیز کا تعارف کرایا اور خلافت کی درخواست کی۔ وہ ایک ایسا لمحہ تھا جہاں سے انسان کی زندگی کروٹیں لیتی ہے، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں فنا اور بقا کے درمیان کھڑا ہوں، میری تقدیر لباس جسم میں باہر آنے والی ہے، علامہ عسجد میاں درخواست کو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ ناچیز کے سر کو خلافت واجازت کے تاج زریں سے مزین کردیتے ہیں۔ وہ شب میری زندگی کی شب معراج تھی۔ پھر اس کے بعد ناچیز نے یہ نہیں سنا کہ حضور تاج الشریعہ نے کسی کو خلافت دی ہے۔ اس حیثیت سے ناچیز حضور تاج الشریعہ کا آخری خلیفہ ہے۔

فالحمد للّٰہ علی ذلک.

خلافت کی رات عشا کی نماز ہم لوگوں نے حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ پر ہی ادا کی،

آپ نے بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ جب علامہ عسجد میاں جماعت سے نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو ہم نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے علامہ عسجد میاں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، غالبًا آپ نے اپنے اطمینان قلب کے لیے ایسا کیا۔ بعد جماعت ہم لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہو گئے، جب کہ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی اقتدا میں نوافل بھی جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جو شریعت کے تاج ہوں وہ شریعت کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں؟ اصل مسئلہ جاننے کے لیے بے قرار تھا۔ جب ازہری گیسٹ ہاؤس میں اپنے شیخ حضور محدث کبیر سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''نوافل کی جماعت تداعی کے ساتھ نہیں تھی۔''یعنی نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے، تداعی کی مقدار تین سے زیادہ ہے اور یہاں تین سے کم تھے۔ ناچیز نے یہ بحث درس نظامی میں ضرور پڑھی تھی، مگر عملی شکل میں دیکھا نہیں تھا۔

میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا: ''اگر تم لوگ نہیں ہوتے تو میں بھی شریک جماعت ہو جاتا۔'' یہ ہے حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ، اس عمر میں جبکہ انسان تلفظ پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا، تب بھی اس کی انفرادی نماز ہو جاتی ہے، مگر ''قراءۃ الامام لہ قراءۃ'' کے تحت امام کی قرات سے اپنی نماز کی فرض قرات کو ادا کرنا، فرائض و نوافل میں بھی جماعت کی پابندی کرنا یہ تقوی نہیں تو اور کیا ہے۔

منقبت بحضور تاج الشریعہ

ا	انتخابِ مصطفیٰ اختر رضا خاں ازہری
خ	خوب رو نوری ادا اختر رضا خاں ازہری
ت	تربتِ تاج الشریعہ منبعِ انوارِ حق
ر	رحمتِ حق کی ادا اختر رضا خاں ازہری
ر	رہ روِ راہِ طریقت نائبِ احمد رضا
ض	ضیغمِ دینِ خدا اختر رضا خاں ازہری
ا	اخترِ حق سے منور عالمِ اسلام ہے
ا	اسمِ احمد کی ضیا اختر رضا خاں ازہری
ز	زیب ہے تاجِ شریعت کو سیادت دین کی
ہ	ہادیٔ دینِ ھدیٰ اختر رضا خاں ازہری
ر	راسخِ علمِ ولایت حاملِ اسرار ہو
ی	یادِ حق میں تھے فنا اختر رضا خاں ازہری
ن	نائبِ غوث الوریٰ اور واقفِ علم رضا
و	واقفِ سرِ خدا اختر رضا خاں ازہری
ر	رِند ہے شہباز اصدق آستانے کا شہا
ی	یک نظر سوئے ما اختر رضا خاں ازہری

نوٹ

اس کلام میں صنعتِ توشیح ہے۔

اگر کلام کے ہر مصرعہ کا پہلا حرف جدا کر کے انہیں ملایا جائے تو

اختر رضا ازہری نوری بن جائے گا۔